

4089 - باپ کے ترکہ کی تقسیم اور والدہ تجارت میں اس کے ساتھ شراکت دار ہے

سوال

جب والد صاحب فوت ہو جائیں تو کیا میری والدہ کو فوری طور پر ترکہ تقسیم کرنا ضروری ہے اگرچہ ساری اولاد اس پر متفق ہوں کہ والدہ اپنی موت تک وراثت کی مالک رہے ؟

جب میری والدہ اپنا حصہ لے لیں جو کہ نصف ہے (اس لیے کہ وہ فعلا والد صاحب کے کاروبار میں شریک ہیں) اور باقی نصف ہم پر شریعت کے مطابق تقسیم کر دیں تو کیا وہ اپنے کسی بیٹے کو ہدیہ دے سکتی ہیں ؟

اور تخصیص کردوں کہ جب والدہ وراثت کے ذاتی حصہ میں سے اپنے کسی ایک بیٹے کو مکان خرید دیں تو کیا والدہ کی موت کے بعد یہ مکان بھی ان کی وراثت میں شامل کر کے تقسیم کرنا ضروری ؟

ہم یہ کس طرح ثابت کر سکتے ہیں کہ یہ مکان والدہ نے موت کے بعد بیٹوں میں تقسیم ہونے کے لیے نہیں چھوڑا بلکہ والدہ نے ایک بیٹے کو ہدیہ کیا تھا ؟

کیا یہ ممکن ہے کہ وہ اپنی وصیت میں یہ اضافہ کر دیں ؟ اور کیا سب بھائیوں کا اس پر متفق ہونا اور دستخط کرنے ضروری ہیں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد لله.

ترکہ میں اصل تو یہی ہے کہ متوفی شخص کی تجہیز و تکفین کا خرچہ اور میت کے ذمہ قرضہ کی ادائیگی اور اگر اس نے وصیت کی ہو تو اسے پورا کرنے کے بعد ترکہ وراثہ میں جلد تقسیم کرنا چاہیے ترکہ کی تقسیم میں تاخیر بہت سی خرابیوں اور وارث کے لیے نقصان کا باعث بنتی ہے اس لیے ترکہ کی تقسیم میں تاخیر کرنا مکروہ ہے .

اور اگر وراثہ تقسیم کرنے میں تاخیر کرنے پر متفق ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں ، اور اگر آپ کی والدہ تمہارے والد کی تجارت میں حصہ دار تھی تو وہ تجارت سے اپنا حصہ حاصل کرے ، اور آپ کے والد کے حصہ میں سے اسے آٹھواں حصہ ملے گا اس کے بعد اگر میت کے والدین نہ ہوں تو تمہارے لیے مرد کو دو عورتوں کے برابر ملے گا .

اور اگر آپ اور آپ کی والدہ سب یہ چاہتے ہیں کہ معاملہ اسی طرح رہے اور تجارت بھی اسی طرح چلتی رہے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں لیکن ہر ایک کا حصہ معلوم ہونا ضروری ہے تاکہ جب بھی وہ مطالبہ کرے اسے اس کا حصہ ادا کر دیا جائے .

اور والدہ کے لیے اولاد میں سے کسی ایک بیٹے کو ہدیہ دینا اور دوسروں کو نہ دینا جائز نہیں ہے بلکہ سب کو برابر دینا

ہوگا اس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے :

نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے کچھ مال مجھے صدقہ کیا تو میری والدہ کہنے لگیں میں اس پر اس وقت راضی ہوں گی جب آپ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنائیں گے ، تو میرے والد مجھے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تا کہ میرے صدقہ پر انہیں گواہ بنائیں

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں فرمانے لگے : کیا تونے اپنی ساری اولاد کے ساتھ ایسا ہی کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب نفی میں دیا ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کا تقویٰ اختیار کرتے ہوئے اپنی اولاد کے مابین عدل و انصاف سے کام لو ، تو میرے والد نے وہ صدقہ واپس کر لیا . متفق علیہ .

باقی سوال کے جواب اور اس کی تفصیل جاننے کے لیے آپ سوال نمبر (1511) کے جواب کا مطالعہ کریں ، اور ماں کے لیے موت کا اپنے کسی بھی وارث کے لیے کسی بھی چیز کی وصیت کرنی جائز نہیں کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے : وارث کے لیے وصیت نہیں . اسے پانچوں نے ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے .

اور اگر ماں نے وصیت کر بھی دی تو شریعت کے مخالف ہونے کی وجہ سے اس پر عمل نہیں ہوگا . واللہ اعلم

دیکھیں : کشف القناع (4 / 342) اور غایۃ المنتہی (2 / 335) المغنی (5 / 604)

واللہ اعلم .